إعتقاد الفحول
في
حديث النزول
رشحاتِ قلم
عنایۃ اللہ عینی
دار الإمام الأعظمؒ
+923139321056
پشاور، پاکستان

إعتقاد الفحول

في

حديث النزول

رشحات قلم

عناية الله عینی

دار الامام الاعظمؒ
+923139321056

پشاور، پاکستان

فہرست

اعتقاد الفحول

اعتقاد الفحول فی حدیث النزول

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

تمام تعریفیں اس ذات مطلق کے نام، جس کے دم سے قائم ہے کائنات کا نظام، رواں جس سے جہانِ آب و گِل کی صبح شام، ہے جسکی قدرت میں خلق کی زمام، اس کے مثل نہیں کوئی انام، بندوں کے واسطے اپنے بھیجے ہیں احکام، وجودِ پیمبری کے ذریعے کیا ہے یہ انعام، اول ان میں آدم اور آخر محمد خیر الانام، ان گنت ہو سبھی کے ساتھ آخر پہ درود و سلام، رحمتیں ہوں ساری بر ان کے اصحاب و اعلام، بلکہ بر امتی ہر خاص و عام۔ امابعد

سبب تالیف

رسول اکرم ﷺ مبارک کی تعلیمات میں خداوند متعال کے متعلق ایک حدیث وارد ہے، جسے محدثین **حدیثِ نزول** کہتے ہیں۔ اس کے متعلق کافی گفت و شنید دیکھی، تو جی نے چاہا

....

کیوں نہ اسکے واسطے تقاریر اساطیر کو یکجا قفس قرطاس کرلیں۔ جس میں طالب خدا اپنے دامنِ چاہت میں بحرِ معرفت سے الماس بھرلیں۔ پھر ہم نے سر عام اپنے قلم کے لگام کا رخ منزلِ معرفت کی طرف موڑ دیا کہ ہم بھی کچھ بیم و آس جرّ لیں۔

حدیث نزول

جاننا چاہیئے کہ حدیث نزول مختلف اسناد کے ساتھ کتب حدیث میں آوارد ہے آنحضرت ﷺ مبارک فرماتے ہیں۔ کہ ہر رات کے آخری پہر اللہ تعالی آسمانی دنیا کو نزول کرتا ہے، اور فرماتا ہے "کوئی ہے جو مجھ سے دعا مانگے اور میں دعا قبول کروں، جو مجھ سے سوال کرے اور میں اسے عطاء کروں، جو مجھ سے اپنی مغفرت چاہے اور میں اس کی مغفرت کروں۔

" أن رسول الله ﷺ قال: "ينزل ربنا تبارك و تعالى كل ليلة إلى السماء الدنيا حين يبقى ثلث الليل الآخر يقول:

....

من یدعونی فأستجیب له من یسألنی فأعطیه، من یستغفرنی فأغفرله"(۱)۔

حدیث نزول کی تواتر

بلاشبہ یہ حدیث مبارک صحابہ کرامؓ کی ایک جم غفیر تعداد سے تواتر کے ساتھ ثابت ہے جن کی تعداد تقریباً تئیس تک بتائی جاتی ہے(۲)۔ جن میں حضرت ابوہریرہؓ [ت ۵۹] کی روایت کو اکثر طرق کے ساتھ شہرت حاصل ہوئی ہے۔ ہم نے بھی صحیحین سے حضرت ابوہریرہؓ ہی کی روایت ذکر کی ہیں۔

....

۱)۔ اخرجہ **البخاری فی صحیحہ**، باب الدعاء فی الصلواۃ من آخر اللیل رقم ۱۱۴۵، ۵۳/۲۔
و**مسلم فی صحیحہ**، باب الترغیب فی الدعاء والذکر فی آخر والاجابۃ فیہ رقم ۷۵۸، ۵۲۱/۱۔

۲)۔ الجورقانی، الحسین بن ابراہیم، ابو عبد اللہ، [ت ۵۴۳]، **الاباطیل والمناکیر والصحاح والمشاہیر** ۲۲۱/۱۔

فصل

اعتقاد نزول حقیقی کے مفاسد

کچھ حضرات اس حدیث کی تشریح میں جادۂ مستقیم سے ہٹ گئے اور بدعی اعتقاد کے حامل ہوئے ہیں۔ ان حضرات نے لفظ نزول کے حقیقی معنی مراد لے کر باری تعالی کے واسطے حرکت و انتقال کا مذہب گڑھ لیا، اور قائل ہوئے کہ اللہ تعالی جس طرح چاہے نزول کرے[1]۔

یاد رہے کہ نزول حقیقی پر اعتقاد رکھنے سے کئی ایک مفاسد جنم لیتے ہیں، جو اعتقادات مسلمین کیلئے مضر اثرات پیدا کرتے ہیں۔ جن سے عقیدۂ توحید پر زد پڑتی ہے جو کہ دین اسلام کی بنیاد ہے۔ اور جن لوگوں نے باری تعالی کیلئے نزول حقیقی کا مذہب بنایا ہے وہ خود آپس ہی میں خلط و خبط کے

....

۱)۔ الخطابي، حمد بن محمد، ابو سلیمان [ت ۳۸۸]، **معالم السنن شرح سنن ابي داود** ۳۳۲/۴۔ البیهقي، احمد بن الحسین، ابوبکر [ت ۴۵۸]، **الاسماء والصفات** ۳۷۸/۲۔

شکار ہوئے اور راہ راست سے بھٹک گئے۔

اس حدیث کی تشریح میں یہ حضرات آپس میں مختلف ہوئے۔ کچھ قائل ہوئے کہ باری تعالی کے نزول فرمانے سے عرش خالی ہوتا ہے کیونکہ نزول ذاتی ہے اور کچھ حضرات یوں گویا ہوئے کہ باری تعالی کے نزول فرمانے سے عرش خالی نہیں ہوتا کیونکہ اللہ تعالی کے لئے فوقیت لازم ہے (۱)۔ در حقیقت یہ لوگ قائل ہیں کہ وہ (خالق لم یزل) عالم سے الگ ہے ، تاہم وہ عالم کو نزول کرتا ہے اور ما فوق العالم بھی اس سے خالی نہیں رہتا (۲)۔

ان حضرات کو جب یہ کہا گیا کہ آپ کے عقیدہ کے مطابق جب باری تعالی رات کے پہر نزول ذاتی فرماتے ہیں تو

....

۱)۔ ابن عبدالہادی ، محمد بن احمد ، شمس الدین الحنبلیؒ [ت ۷۴۴] **الصارم المنکی فی الرد علی السبکی** ۱/۲۳۰۔

۲)۔ ابن تیمیہ ، احمد بن عبدالحلیم ، تقی الدین ،ابو العباس ، الحنبلی [ت ۷۲۸] **شرح حدیث النزول** ۱/۳۴۔

عرش ان سے خالی ہوتا یا نہیں، اگر عرش خالی ہوتا ہے تو آپ کا "عقیدہ استواء ذاتی" باطل ٹھہرا، اگر عرش خالی نہیں ہوتا اور نزول بھی فرماتا ہے پس تعدد الہ ثابت ہوگا جو کہ باطل ہے۔

دوسری اہم بات یہ کہ اگر اعتقاد نزول کو حقیقی معنی میں لیا جائے، تو ایک ہی وقت میں زمین کے اکثر حصے ایک دوسرے سے مختلف ہوا کرتے ہیں۔ مثلا اگر مغرب کے باشندوں پر رات آتی ہے تو وہ باعتقاد نزول حقیقی قائل ہونگے کہ باری تعالی آسمان دنیا کو نزول فرما ہیں، ٹھیک اسی سمے مشرق میں صبح ہوتی ہے اور اہل مشرق کہینگے کہ خداوند باری تعالی کا ابھی اوپر واپس صعود ہوا کیونکہ ان کے ہاں ابھی صبح ہوئی۔

یاد رہے ان حضرات کے پاس اپنے ان دو اقوال میں نہ قرآن پاک ہے اور نہ ہی حدیث شریف ہے، بلکہ اپنی طرف سے قیاس کرکے اپنا یہ خود ساختہ عقیدہ ثابت کرتے ہیں، لیکن ان حضرات کی کتابیں گواہ ہیں کہ اس عقیدے پر وارد

....

اعتراضات کے جوابات تک نہیں دے سکے اور نہ ہی اپنا یہ خود ساختہ عقیدہ ثابت کرسکے۔

مختلف راتوں کی احادیث نزول

حالانکہ یہ حدیث مختلف طرق میں مختلف وقتوں کو ثابت ہے جیساکہ روایات میں ہر رات [۱]، ہر جمعرات [۲]، ہر عاشورا [۳]، ہر نصف شعبان [۴]، ہر رمضان [۵]، ہر عرفہ [۶] کو نزول ثابت آیا ہے، پس اگر ہم ان روایات کو حقیقت پر محمول کریں تو پھر نزول باری کی تخصیص اور فضیلت ان میں سے کسی رات کو حاصل نہ ہوگی۔ ہاں البتہ اگر ان روایات میں نزول مجازی بمعنی رحمات

....

۱)۔ اخرجہ **البخاری فی صحیحہ**، باب الدعاء فی الصلواۃ من آخر اللیل رقم ۱۱۴۵، ۲/۵۳۔

۲)۔ الدارقطنی، علی بن عمر، ابوالحسن [ت ۳۸۵] **کتاب النزول** ۳ ص ۹۲۔

۳)۔ ابن بطہ، عبیداللہ بن محمد، ابو عبداللہ [ت ۳۸۷] **الابانۃ الکبری** رقم ۱۷۹، ۷/۲۲۳۔

۴)۔ الدارقطنی علی بن عمر ابوالحسن [ت ۳۸۵] **کتاب النزول** رقم ۷۵ ص ۱۵۵۔

۵)۔ ابن ابی عاصم، احمد بن عمرو، ابوبکر [ت ۲۸۷] **کتاب السنۃ** ۱/۲۲۴۔

۶)۔ الطبرانی سلیمان بن احمد ابوالقاسم [ت ۳۶۰] **فضل ذی عشرۃ الحجۃ** رقم ۲۶ ص ۴۲۔

توجہات اور انعامات مانا جائے[1]، تو یہ مختلف ہوکر اپنی اپنی ساعات لیل میں تخصیص اور فضیلت کا فائدہ دینگیں۔

اصل بات

دراصل ان لوگوں نے قرآن وسنت میں وارد صفات متشابہات کی وجہ سے باری تعالی کو انسان جیسا سمجھا ہے۔ حالانکہ جس طرح باری تعالی کے لئے صفات متشابہات کی نصوص وارد ہوئی ہیں ، اسی طرح ایک نص "لیس کمثلہ شیئ" [الشوری:۱۱] بھی نہیں نازل ہوئی ہے ، جس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ نہ وہ مخلوق کی طرح ہے اور نہ ہی اس کا کوئی فعل مخلوق کے فعل کی طرح ہے[2]۔

....

۱)۔ابن بطال علی بن خلف ابوالحسن [ت ۴۴۹] **شرح صحیح البخاری** ۱۳۹/۳۔ النسفی، میمون بن محمد، ابو المعین [ت ۵۰۸] **بحر الکلام** ص ۱۱۲۔ النووی، یحی بن شرف، ابوزکریاء [ت ۶۷۶] **شرح مسلم** ۳۷/۶۔

۲)۔الماتریدی، محمد بن محمد بن محمود، ابومنصور، امام الھدیٰ [ت ۳۳۳] **تاویلات القرآن** ۴۵۲/۴۔بتغیر

فصل

اہل حق اور صفات متشابہات

اسی واسطے اہل حق نے صفات متشابہات میں تفویض کا قول اپنایا ہوا ہے کہ ہم جملہ صفات باری تعالی پر اس اعتقاد کے ساتھ ایمان رکھتے ہیں کہ یہ تمام صفات خداوندی برحق ہیں لیکن یہ صفات مخلوق جیسی نہیں، بلکہ ان کے جو مطالب و معانی ہیں، وہ ہم خداوند متعال کو ہی سپرد کرتے ہیں (۱)،

....

۱)۔ الدارمی، عبداللہ بن عبدالرحمن، ابو محمدؒ [ت ۲۵۵] **سنن الدارمی** ۲/۱۳۶۵، رقم ۲۱۹۵۔ ابن قتیبۃ، عبداللہ بن مسلم، ابو محمد، الدینوریؒ [ت ۲۷۶] **الاختلاف فی اللفظ والرد علی الجہمیۃ** ۱/۵۳۔ الترمذی، محمد بن عیسی، ابو عیسیؒ [ت ۲۷۹]، **جامع السنن** ۴/۴۹۲۔ ابن ابی شیبۃ، محمد بن عثمان، ابو جعفر، العبسیؒ [ت ۲۷۹]، **کتاب العرش وما روی فیہ** ۱/۱۵۱۔ الماتریدی، محمد بن محمد بن محمد، ابو منصور، امام الہدیؒ [ت ۳۳۳] **کتاب التوحید** ۴۷۔ الدینوری، احمد بن مروان، ابوبکرؒ [ت ۳۳۳] **المجالسۃ و جواہر العلم** ۳/۲۸۷۔ العکبری، عبیداللہ بن محمد، ابو عبداللہ، ابن بطۃ [ت ۳۸۷] **الابانۃ الکبری** ۷/۵۸۔ الخطابی، حمد بن محمد، ابو سلیمان [ت ۳۸۸] **معالم**

* * * * * * * * * * * * * * * * *

....

الخطابي، حمد بن محمد، ابو سلیمانؒ [ت ۳۸۸] **معالم السنن** ۳۳۱/۴۔ البیہقی، احمد بن الحسین، ابوبکرؒ [ت ۴۵۸] **الاسماء و الصفات** ۳۷۸/۲۔ النسفی میمون بن محمد، ابوالمعینؒ [ت ۵۰۸] **التمہید لقواعد التوحید** ص۶۔ البغوی، الحسین بن مسعود، ابو محمدؒ [ت ۵۱۰] **معالم التنزیل فی تفسیر القرآن** ۸۰/۱۔ الشہرستانی، محمد بن عبدالکریم، ابوالفتحؒ [ت ۵۴۸] **الملل والنحل** ۲۰۴/۱۔ العمرانی، یحیی بن ابوالخیر، ابوالحسینؒ [ت ۵۵۸] **الانتصار** ۶۳۳/۲۔ الصابونی، احمد بن ابي بکر، نورالدین، ابو محمدؒ [ت ۵۸۰] **البدایۃ فی الہدایۃ** ص ۴۸۔ ابن قدامہ، عبداللہ بن احمد، ابو محمدؒ [ت ۶۲۰] **تحریم النظر فی کتب علم الکلام** ۵۹/۱۔ النووی، یحیی بن شرف، ابو زکریاءؒ [ت ۶۷۶] **المجموع شرح المہذب** ۲۵/۱، ۴۸/۴، **وشرحہ علی الصحیح مسلم** ۱۹/۳۔ الخازن، علی بن محمد، ابوالحسنؒ [ت ۷۴۱] **لباب التاویل فی معانی التنزیل** ۱۴۰/۱۔ الاندلسی، محمد بن یوسف، ابوحیانؒ [ت ۷۴۵] **البحر المحیط فی التفسیر** ۱۹۶/۱۔ العراقی، عبدالرحیم بن الحسین، ابوالفضلؒ [ت ۸۰۶] **طرح التثریب فی شرح التقریب** ۱۱۲/۳۔ ابن الوزیر، محمد بن ابراہیم،

* * * * * * * * * * * * * * * * *

....

ابو عبداللہ ؒ [ت ۸۴۰] **الروض الباسم فی الذب عن سنة ابی القاسم ﷺ** ۱/۳۰۳۔

النیسابوری، الحسن بن محمد، نظام الدین ؒ [ت ۸۵۰] **غرائب القرآن** ۱/۲۵۔ ابن قطلوبغا

قاسم زین الدین، ابو الفداء ؒ [ت ۸۷۹] **حاشیة المسایرة** ص ۳۲۔ الایجی، محمد بن

عبدالرحمن ؒ [ت ۹۰۵] **جامع البیان فی تفسیر القرآن** ۱/۶۲۱۔ السیوطی، عبدالرحمن بن

ابی بکر ؒ [ت ۹۱۱] **اتمام الدرایة لقراء النقایة** ۱/۷، ۱۸۷۔ **وشرحه علی الجامع الصحیح**

مسلم المسمی بالدیباج ۵/۲۸۴۔ **وشرحه علی الترمذی المسمی بقوة المغتذی** ۲/۷۹۶۔

العلموی، عبدالباسط بن موسی ؒ [ت ۹۸۱] **العقد التلید** ۱/۳۷۔ القاری، علی بن سلطان،

الملا ؒ [ت ۱۰۱۴] **مرقاة المفاتیح** ۸/۳۵۰۶۔ المناوی، عبدالرؤف بن علی، زین الدین ؒ

[ت ۱۰۳۱] **الاتحافات السنیة بالاحادیث القدسیة** ۱/۱۹۴۔ الکرمی، مرعی بن یوسف

المقدسی ؒ [ت ۱۰۳۳] **اقاویل الثقات فی الاسماء والصفات** ۱/۶۱۔ ابن فقیہ فُصة،

عبدالباقی بن عبدالباقی، تقی الدین ؒ [ت ۱۰۷۱] **العین والاثر فی عقائد اہل الاثر** ۱/۶۰۔

الحقی، اسماعیل بن مصطفی ؒ [ت ۱۱۲۷] **تفسیر روح البیان** ۱/۲۸۔ السندی، محمد بن

* * * * * * * * * * * * * * * * *

....

عبد الہادی رحمہ اللہ [ت ۱۱۳۸] **کفایۃ الحاجۃ بشرح سنن ابن ماجۃ** ۱/۷۸۔ الدوعنی، سعید بن محمد، باعلی باعشن رحمہ اللہ [ت ۱۲۷۰] **بشری الکریم بشرح مسائل التعلیم** ۱/۵۶۔ ابو بطین، عبداللہ بن عبدالرحمن رحمہ اللہ [ت ۱۲۸۲] **فتاوی ابی بطین** ۱/۲۲۰۔ السمعونی، طاہر بن صالح رحمہ اللہ [ت ۱۳۳۸] **توجیہ النظر الی اصول اہل الاثر** ۱/۳۱۹۔ ابن بدران، عبدالقادر بن احمد الحنبلی رحمہ اللہ، [ت ۱۳۴۶] **منادمۃ الأطلال و مسامرۃ الخیال** ۱/۱۰۲۔

اور سبھی باتفاق قائل ہیں کہ باری تعالی کی صفات بلا کیف ہیں (۱)۔ ہاں البتہ ضرورت کے تحت عوام کی خاطر

....

۱)۔ الامام الاعظم، نعمان بن ثابت، ابو حنیفہؒ [ت ۱۵۰] **الفقہ الاکبر** ص ۲۷، بروایۃ الامام حماد بن الامام الاعظمؒ [ت ۱۷۴]، **الفقہ الابسط** ص ۱۵۹، بروایۃ الامام ابی مطیع البلخیؒ [ت ۱۹۹]۔ ابو داود، سلیمان بن الاشعث السجستانیؒ [ت ۲۷۵] **المراسیل** ۱/۱۱۲۔ ابن ابی خیثمۃ، احمد بن ابی خیثمۃ، ابو بکرؒ [ت ۲۷۹] **التاریخ الکبیر** ۳/۲۴۸۔ الترمذی، محمد بن عیسی، ابو عیسیؒ [ت ۲۷۹] **جامع السنن** ۲/۴۴۔ العبسی، محمد بن عثمان، ابو جعفرؒ [ت ۲۷۹] **کتاب العرش وما روی فیہ** ۱/۱۸۷۔ ابن خزیمۃ، محمد بن اسحاق، ابو بکرؒ [ت ۳۱۱] **کتاب التوحید** ۱/۱۳۶۔ الطوسی، الحسن بن علی، ابو الحسنؒ [ت ۳۱۲] **مختصر الاحکام** ۳/۲۶۷۔ ابن ابی حاتم الرازی، عبد الرحمن بن محمد، ابو محمدؒ [ت ۳۲۷] **کتاب العلل** ۵/۴۶۸۔ امام الہدی، محمد بن محمد، ابو منصور الماتریدیؒ [ت ۳۳۳] **تاویلات القرآن** ۱/۳۵۱۔ النحاس، احمد بن محمد، ابو جعفرؒ [ت ۳۳۸] **اعراب القرآن** ۵/۵۸۔ الآجری، محمد بن الحسین، ابو بکرؒ [ت ۳۶۰] **الشریعۃ** ۳/۱۱۵۴۔ الازہری، محمد بن احمد، ابو منصورؒ [ت ۳۷۰] **تہذیب اللغۃ** ۳/۱۵۷۔ الاسماعیلی،

* * * * * * * * * * * * * * * * *

....

احمد بن ابراہیم، ابو بکرؒ [ت ۳۷۱] **اعتقاد ائمۃ الحدیث** ۱/۶۲۔ الدارقطنی، علی بن عمر، ابو الحسنؒ [ت ۳۸۵] کتاب الصفات ص ۴۴۔ العکبری، عبیداللہ بن محمد، ابو عبداللہ ابن بطہؒ [ت ۳۸۷] **الابانۃ الکبری** ۷/۲۴۲۔ ابن فورک، محمد بن الحسن، الاصبہانیؒ [ت ۴۰۸] **مشکل الحدیث وبیانہ** ۱/۴۲۱۔ اللالکائی، ہبۃ اللہ بن الحسن، ابو القاسمؒ [ت ۴۱۸] **شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ** ۳/۵۵۸۔ الثعلبی، احمد بن محمد، ابو اسحاقؒ [ت ۴۲۷] **الکشف والبیان عن تفسیر القرآن** ۲/۱۲۹۔ السجزی، عبیداللہ بن سعید، ابو نصرؒ [ت ۴۴۴] **الرسالۃ الی اہل زبید** ۱۹۳۔ ابن بطال، علی بن خلف، ابو الحسنؒ [ت ۴۴۹] **شرح صحیح البخاری** ۲/۱۷۸۔ البیہقی، احمد بن الحسین، ابو بکرؒ [ت ۴۵۸] **الاسماء والصفات** ۲/۳۷۷۔ ابن الفراء، محمد بن الحسین، ابو یعلیؒ [ت ۴۵۸] **ابطال التاویلات** ۱/۴۵۔ ابن عبدالبر، یوسف بن عبداللہ، ابو عمرؒ [ت ۴۶۳] **التمہید لما فی الموطا من المعانی والاسانید** ۷/۱۴۹۔ البغوی، الحسین بن مسعود، ابو محمدؒ [ت ۵۱۰] **معالم التنزیل** ۲/۶۷۔ ابن ابی یعلی، محمد بن محمد، ابو الحسینؒ [ت ۵۲۶]

* * * * * * * * * * * * * * * * *

....

طبقات الحنابلۃ ۲/۶۷۔ الطلیحی، اسماعیل بن محمد، ابو القاسم ؒ [ت ۵۳۵] الحجۃ فی بیان المحجۃ ۲/۱۰۹۔ السلماسی، یحیی بن ابراہیم، ابو زکریا ؒ [ت ۵۵۰] منازل الائمۃ الاربعۃ ۱۴۹۔ العمرانی، یحیی بن ابی الخیر، ابو الحسین ؒ [ت ۵۵۸] الانتصار فی الرد علی المعتزلۃ ۲/۶۲۲۔ ابن عساکر، علی بن الحسن، ابو القاسم ؒ [ت ۵۷۱] تاریخ دمشق ۷/۲۳۷۔ ابن الخراط، عبدالحق بن عبدالرحمن، الازدی ؒ [ت ۵۸۱] الاحکام الکبری ۴/۹۴۔ ابن الجوزی، عبدالرحمن بن علی، ابو الفرج ؒ [ت ۵۹۷] کشف المشکل من حدیث الصحیحین ۳/۳۷۹۔ المقدسی، عبدالغنی بن عبدالواحد، ابو محمد ؒ [ت ۶۰۰] الاقتصاد فی الاعتقاد ۱/۱۱۱۔ ابن قدامۃ عبداللہ بن احمد، ابو محمد ؒ [ت ۶۲۰] لمعۃ الاعتقاد ص ۷۔ القرطبی، محمد بن احمد ابو عبد اللہ ؒ [ت ۶۷۱] الجامع لاحکام القرآن ۱/۲۵۴۔ ابن منظور، الافریقی، محمد بن مکرم، ابو الفضل ؒ [ت ۷۱۱] لسان العرب ۱۵/۱۰۰۔ ابن تیمیہ، احمد بن عبدالحلیم [ت ۷۲۸] الفتاوی الکبری ۶/۳۸۷۔ وفتوہ الحمویہ ۱/۳۰۶ ایضا۔ وکتابہ درء تعارض العقل والنقل ۲/۳۱۔ وکتابہ بیان تلبیس الجہمیہ ۲/۶۲۳۔ وشرحہ حدیث النزول ۱/۵۲۔

* * * * * * * * * * * * * * * * *

....

وشرحہ حدیث النزول ۱/۵۲۔ الذہبی، محمد بن احمد، ابو عبداللہؒ [ت ۷۴۸] **کتاب العرش** ۲/۳۳۶۔ **وکتابہ العلو لعلی الغفار** ۱/۱۹۸ ایضا۔ **وکتابہ سیر اعلام النبلاء** ۱/۶۱۔ **وکتابہ الاربعین فی صفات رب العالمین** ۱/۷۲۔ ابن حجر العسقلانی، احمد بن علی، ابو الفضلؒ [ت ۸۵۲] **فتح الباری** ۳/۲۸۰۔ السیوطی، عبدالرحمن بن ابی بکرؒ [ت ۹۱۱] **الحاوی للفتاوی** ۱/۴۶۰۔ ابن حجر الہیتمی، محمد بن علی، ابو العباسؒ [ت ۹۷۴] **الفتاوی الحدیثیۃ** ۱/۱۹۲۔ الزرقانی، محمد بن عبدالباقیؒ [ت ۱۰۹۹] **شرح الزرقانی علی موطا مالک** ۴/۶۶۳۔ الدہلوی، احمد بن عبدالرحیم، الشاہ ولی اللہؒ [ت ۱۱۷۶] **حجۃ اللہ البالغۃ** ۱/۱۲۳۔ الصنعانی، محمد بن اسماعیلؒ [ت ۱۱۸۲] **سبل السلام شرح بلوغ المرام** ۲/۲۰۸۔ ابن غنام، الحسین بن ابی بکر، النجدی المالکیؒ [ت ۱۲۲۵] **العقد الثمین فی شرح احادیث اصول الدین** ۱/۱۰۸۔ المجددی، محمد عبدالغنی الحنفیؒ [ت ۱۲۹۶] **انجاح الحاجۃ شرح سنن ابن ماجہ** ۱/۱۶۔

کبھی کبھار بدرجۂ ظن تاویل بھی کرلیتے ہیں [1]۔

....

۱)۔ السالمی، محمد بن شعیب، ابو شکورؒ [ت بعد ۴۶۰] **التمہید فی بیان التوحید** ص ۱۲۰۔

وابن الہمام، محمد بن عبدالواحد، [ت ۸۶۱] **المسائرۃ فی عقائد المنجیۃ فی الآخرۃ** ص ۶۷۔

فصل

تحقیق لفظ نزول لغوی و اصطلاحی

اللہ تعالی کے تمام صفات کا اصل ماخذ، اس کی ذات اور اس کا فعل ہے، یاد رہے کہ ان میں کچھ صفات متشابہات "موہم للتشبیہ" ہیں، جن میں تکییف و تشبیہ اور تحدید سے بچنے کیلئے باری تعالی کے شایانِ شان صحیح تاویل جو کتاب و سنت کے نظائر و امثلہ میں موجود ہوں از حد ضروری ہے۔

ان متشابہات میں ایک "موہم للتشبیہ" عبارت میں حدیث نزول بھی ہے۔ در حقیقت نزول و اتیان اور مجیئت جب جسم کی طرف مضاف ہو، تو ان تینوں الفاظ کا ایک ہی معنی ہوتا ہے اور وہ "حرکت و انتقال" ہے، جو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونے کیلئے استعمال ہوتے ہیں، لیکن اہل عرب میں لفظ نزول کئی معانی میں مشترک مستعمل ہے۔ ذیل میں ہم چند ایک معانی قرآن و حدیث اور اہل لسان کے محاورات سے پیش کررہے

....

ہیں۔

نزول بمعنی زوال و انتقال

چنانچہ قرآن پاک میں ارشاد ہے کہ "ہم نے آسمان سے صاف پانی اتارا۔" وانزلنا من السماء ماء طھورا [الفرقان:۴۸]۔

نزول بمعنی اطلاع و آگاہی

اس کے متعلق قرآن پاک میں آیت ہے کہ "حضرت جبرائیل علیہ السلام نے قرآن پاک سے آپ کے دل کو مطلع و آگاہ فرمایا"۔ نزل بہ الروح الامین علی قلبك [الشعراء:۱۹۳]۔

نزول بمعنی قول

قرآن ایک کافر کی حکایت نقل کررہا ہے کہ "میں بھی کہہ سکتا ہوں جس طرح اللہ کہتا ہے"۔ سأنزل مثل ما أنزل اللہ [الانعام:۹۳]۔

نزول بمعنی پزیرائی

عرب کہتے ہیں کہ "فلاں نے اچھے اخلاق میں پزیرائی

کی بنا پر برے اخلاق کا خاتمہ کردیا"۔ فلانا اخذ بمکارم الاخلاق ثم

نزل بها الی سفاهها۔

نزول بمعنی نقصان

عرب کہتے ہیں کہ "فلاں کی وجہ سے فلاں کے مرتبہ و عزت میں نقصان ہوا۔ یعنی اس کی وجہ سے اس کی قدر کم ہوگئی"۔نزلت منزلة فلان عن فلان ای انحط قدره عنده۔

نزول بمعنی اصدار حکم

عرب کہتے ہیں کہ "ہم بخیر وعافیت تھے کہ یہاں تک کہ ہمیں فلاں نے حکم دے دیا"۔ قد کنا فی عدل و خیر حتی

نزل فلان۔

نزول بمعنی خلقت

قرآن پاک قائل ہے کہ" ہم نے لوہے کو پیدا کیا جسمیں سخت طاقت ہے"۔ وأنزلنا الحديد فيه بأس شديد[الحدید:۲۵]۔

....

نزول بمعنی احساس وافہام

قرآن پاک میں آیا ہے کہ "اس ذات (اللہ تعالی) نے مسلمانوں کے دلوں میں سکون کا احساس دلایا"۔ هو الذی أنزل السکینة فی قلوب المؤمنین [الفتح:۴]۔

یاد رہے یہ معانی مشترک لفظ واحد یعنی نزول کے ہیں جو کہ سیاق و سباق میں مختلف اضافات سے مختلف معانی میں مستعمل ہوا ہے، اسی طرح باری تعالی کیلئے لفظ نزول کی اضافت اسی کے شایان شان ہوگی، جو کہ بغیر کسی تمثیل، بغیر کسی تعریف بغیر کسی حد کے ہوگی۔ پس یہاں خداوند متعال جل مجدہ کیلئے لفظ نزول سے مراد اہل زمین پر اس کی رحمت و توجہ ہوگا [1]۔

....

۱)۔ ابن فورک، محمد بن الحسن، ابوبکر [ت ۴۰۶] **مشکل الحدیث وبیانہ** ۱/ ۱۹۹، ۲۰۴۔ و الغزالی، محمد بن محمد، ابو محمد [ت ۵۰۵] **کتاب الاقتصاد فی الاعتقاد** ۴۰، ۴۱۔ والعینی، محمود بن احمد، بدرالدین [ت ۸۵۵] **عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری** ۷/ ۲۰۰۔

فصل

حدیث نزول کی تشریح

جس طرح قرآن یفسر بعضہ بعضا [1] کرتا ہے، اسی طرح احادیث مبارکہ بھی تفسر بعضھا بعضا [2] کرتی ہیں۔ چنانچہ اسی حدیث کے متعلق ایک اور حدیث وارد ہے جو حدیث نزول متشابہ کی تشریح بوضوح بیان کرتی ہے [3]۔ کہ رات کے پہر ایک فرشتہ اللہ تعالی حکم سے یہ آواز لگاتا ہے کہ کوئی ہے جو دعا مانگے کہ اس کی دعا قبول کی جائے، کوئی ہے مغفرت مانگے کہ

....

۱)۔ البغوی، ابو محمدؒ [ت ۵۱۶] **تفسیر البغوی** ۹/۱۔

۲)۔ المھلب بن ابي صفوۃ ؒ [ت ۴۳۵] **المختصر النصیح لتھذیب الکتاب الجامع الصحیح** ۱۲۵/۱۔ النووی ؒ [ت ۶۷۶] **شرح مسلم** ۷۵/۳۔ العسقلانی ابن حجرؒ [ت ۸۵۲] **انتقاض الاعتراض** ۱۹۹/۱۔ العینی بدر الدین محمود بن احمدؒ [ت ۸۵۵] **عمدۃ القاری شرح الصحیح للبخاری** ۱۶۶/۲۔ **شرح سنن ابي داود** ۲۶۸/۵۔ الزرقانی، محمد بن عبد الباقی ؒ [ت ۱۱۲۲] **شرح الموطا** ۲۰۸/۳۔

۳)۔ ابن حجر العسقلانی، احمد بن علی، ابو الفضل [ت ۸۵۲] **فتح الباری** ۳۰/۳۔

اس کی بخشش کی جائے، کوئی ہے جو مانگے تاکہ اس عطاء کی جائے (۱)۔

اسی وجہ سے جب بعض علماء کرام سے حدیث نزول کے متعلق پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا اس کی تفسیر واقعۂ ابراہیم علیہ السلام میں موجود ہے جب انھوں نے (خدا کی معرفت کی جستجو میں تاروں، چاند اور سورج کو غروب ہوتے دیکھا تو) فرمایا میں ڈوبنے والوں کو پسند نہیں کرتا لا احب الآفلین [سورۃ النجم] (۲)۔

....

۱)۔ النسائیؒ، احمد بن شعیب، ابو عبدلرحمن [ت ۳۰۳] **السنن الکبری** ۱۰۲۴۳، ۱۸۰/۹۔ قال شعیب الارنووط [ت ۱۴۳۸]، رجال اسنادہ ثقات رجال الشیخین، خلا ابراہیم بن یعقوب وہو ثقۃ حافظ الا انہ منکر بہذا السیاق، **تخریج اقاویل الثقات** ۲۰۴۔ وہو حدیث صحیح عند ابن عبدالبر [ت ۴۶۴] فی **الاستذکار** ۵۱۲/۲، و عند عبدالحق الاشبیلی [ت ۵۸۱] کما فی **عمدۃ القاری** ۱۹۹/۷، وعند ابن الملقن [ت ۷۵۰] فی **تحفۃ المحتاج** ۴۲۵/۱۔

۲)۔ ابن بطال علی بن خلف ابو الحسنؒ [ت ۴۴۹] **شرح صحیح البخاری** ۱۳۹/۳۔ ابن حزم الظاہری علی بن احمد ابو محمد [ت ۴۵۶] **الفصل فی الملل والنحل** ۱۳۲/۲۔

حدیث نزول اور علماء فحول

یاد رہے پچھلے مذکورہ صفحات میں ثابت ہوا کہ احادیث صفات میں اہل حق کے دو مذاہب ہیں ایک متقدمین کا مذہب تفویض دوسرا متاخرین کا مذہب تاویل۔ تاہم بعض سلف سے تاویل جبکہ بعض خلف سے تفویض بھی منقول ہے[1]۔ یہاں ہم پہلے متقدمین کا مذہب تفویض اور پھر متاخرین کا مذہب تاویل ذکر کرینگے۔

....

۱)۔ النووی یحیی بن شرف ابوزکریاء [ت ۶۷۶] **شرح مسلم** ۳۶/۶۔

فصل

حدیث نزول اور مذہب تفویض

امام اعظمؒ [ت ۱۵۰]

اللہ کا نزول بلاکیفیت (بغیر کسی حالت و انداز کے) ہے[1]۔

امام اوزاعی [ت ۱۵۷]

امام سفیان ثوری [ت ۱۶۱]

امام لیث بن سعد [ت ۱۷۵]

یہ سبھی حضرات اللہ تعالی کی صفات کے بلا کیف قائل ہیں[2]۔

امام محمد بن ادریس الشافعی [ت ۲۰۴]

(ہمارے لئے) اصل چیز کتاب اللہ، سنت رسول

....

۱)۔ البیھقی احمد بن الحسین ابو بکر [ت ۴۵۸] **الاسماء والصفات** ۳۷۸/۲۔

۲)۔ ابویعلی، محمد بن الحسین، ابن الفراء [ت ۴۵۸] **ابطال التاویلات** ۴۷/۱۔

اللہ ﷺ مبارک ، اقوال صحابہ ؓ اور اجماع امت ہے۔ دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ اور اصل کو یہ نہیں کہا جاتا کہ یہ کیوں اور کیسے ہے (یعنی بلا کیف ہے)[1]۔

امام اسحاق بن راہویہ [ت ۲۳۸]

اللہ کا نزول بلا کیف ہے[2]۔

امام ابو عیسی الترمذی [ت ۲۷۹]

سلف صالحین کا عمومی طریقہ صفات متشابہات میں بلا کیف کا ہے[3]۔

امام ابو محمد المزنی ؒ [ت ۳۵۲]

حدیث نزول صحیح ہے اس پر ایمان واجب ہے لیکن اس کی ذات وصفات کی کیفیت نہیں[4]۔ دوسری جگہ فرماتے

....

۱)۔ البیہقی ، احمد بن الحسین ، ابو بکر [ت ۴۵۸] **کتاب الاعتقاد** ۱۱۵۔

۲)۔ **الاسماء والصفات للبیہقی** ۲/۳۷۷۔

۳)۔ الترمذی ، محمد بن عیسی، ابو عیسی [ت ۲۷۹] **سنن الترمذی** ۲/۴۴۔

۴)۔ السمعانی عبدالکریم بن محمد ابو سعد [ت ۵۶۲] **الانساب** ۲۲۸/۱۲۔ عن الخفاف

ہیں کہ نزول و مجیئت اللہ کی دو صفات ہیں، تاہم ان سے ایک حال سے دوسرے حال اور ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونا نہیں ہے بلکہ یہ اللہ تعالی کی صفات بلاتشبیہ (خلق) ہیں ، اور (اس حدیث کی روسے) فرقہ مشبہ اور معطلہ کی آراء سے اللہ تعالی مبراء ہے [1]۔

امام ابن حبان [ت ۳۵۴]

اللہ تعالی بغیر کسی آلہ ، بغیر کسی حرکت اور انتقال کے نزول فرماتا ہے۔اس کا نزول مخلوق کے نزول کی طرح نہیں ہے ، بلکہ وہ مخلوقات کی مشابہت سے مبرہ ہے [2]۔

امام ابوبکر الآجری [ت ۳۶۰]

اہل حق کہتے ہیں کہ اس پر بلاکیف ایمان لانا ضروری ہے [3]۔

....

۱)۔ابن عساکر علی بن الحسن ابو القاسم [ت ۵۷۱] **تاریخ دمشق** ۲۳۹/۷۱۔ عن الحاکم

۲)۔ابن جماعة، محمد بن ابراہیم ،ابو عبداللہ [ت ۷۳۳] **ایضاح الدلیل** ۵۰۔

۳)۔الآجری محمد بن الحسین ابو بکر [ت ۳۶۰] **کتاب الشریعة** ۱۱۲۶/۳۔

امام ابوبکر الاسماعیلی [ت ۳۷۱]

اللہ تعالی کے آسمانی دنیا کو نزول فرمایا صحیح حدیث سے ثابت ہے لیکن اس میں اعتقاد بلاکیف کے ساتھ ہے (۱)۔

امام ابوعبداللہ القحطانی [ت ۳۷۸]

اللہ تعالی کا نزول بلاکیف ہے کیونکہ اس جیسا کوئی نہیں ہے (۲)۔

امام ابن شاہین [ت ۳۸۵]

حدیث نزول بلاتعریف و بلاتشبیہ ہے (۳)۔

امام ابن ابي زمنین مالکی [ت ۳۹۹]

اہل سنت اللہ تعالی کے نزول پر بغیر کسی تعریف کے ایمان رکھتے ہیں (۴)۔

....

۱)۔ الاسماعیلی احمد بن ابراہیم ابوبکر [ت ۳۷۱] **اعتقاد ائمۃ الحدیث** ۶۲۔

۲)۔ القحطانی محمد بن صالح ابوعبداللہ [ت ۳۷۸] **القصیدۃ النونیۃ** ۵۲۔

۳)۔ ابن شاہین، عمر بن احمد، ابوحفص [ت ۳۸۵] **شرح مذاہب اہل السنۃ** ۳۲۰۔

۴)۔ ابن ابي زمنین مالکی، محمد بن عبداللہ، ابوعبداللہ [ت ۳۹۹] **اصول السنۃ** ص ۱۱۰۔

امام معمر بن احمد الاصبہانی [ت ۴۱۸]

اللہ تعالیٰ کا آسمان کو نزول فرمانا بلاکیف ہے (۱)۔

امام ابوالحسن الحربی [ت ۴۴۲]

اللہ تعالیٰ کے نزول کے متعلق جو فرمان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبارک ہے اسے بغیر کسی کیفیت کے مانا جائے (۲)۔

امام ابو عمرو الدانی [ت ۴۴۴]

اللہ تعالیٰ کا نزول بغیر حد بغیر کیفیت بغیر وصف انتقال وزوال کے ہے ۔ ہمارے بعض اصحاب (مالکیہ) نزول امر خدا کے قائل ہیں (۳)۔

امام ابو عثمان الصابونی [ت ۴۴۹]

اہل سنت نے حدیث نزول کو ثابت مانا ہے لیکن

....

۱)۔ ابن تیمیہ، احمد بن عبدالحلیم، تقی الدین [ت ۷۲۸] **بیان تلبیس الجہمیۃ** ۲۱۲/۱۔

۲)۔ الطلیحی، اسماعیل بن محمد، ابوالقاسم [ت ۵۳۵] **الحجۃ فی بیان المحجۃ** ۲۶۵/۱۔

۳)۔ الدانی عثمان بن سعید ابو عمرو [ت ۴۴۴] **الرسالۃ الوفیہ فی مذہب اہل السنۃ** ۱۳۵۔

اس کے متعلق مخلوق جیسی نزول کے قائل نہیں وہ جان چکے ہیں پہچان چکے ہیں تحقیق کر چکے ہیں یہ اعتقاد رکھ چکے ہیں کہ اللہ تعالی کی صفات مخلوق کی صفات کی طرح نہیں ہیں، جس طرح اس کی ذات مخلوق جیسی نہیں ہے (۱)۔

امام ابوبکر البیہقی [ت ۴۵۸]

اللہ تعالی کا آنا ایک جگہ سے دوسری جگہ آنے جیسا نہیں ہوتا، اس کی مجیئت حرکت نہیں ہوتی، اس کا نزول منتقل ہونا نہیں ہوتا، اس کی ذات جسم نہیں ہے، اس کا وجہ شکل نہیں ہوتی، اس کا ید عضوِ جارحہ نہیں ہوتا، اس کی عین حدقہ نہیں ہوتی؛ بلکہ ان ساری اوصاف میں ہم توقف کرتے ہیں اور ان سے کیفیت کی نفی کرتے ہیں کیونکہ اللہ فرماتا ہے میرے جیسا کوئی نہیں ہے (۲)۔

....

۱)۔ ابن تیمیہ احمد بن حلیم تقی الدین [ت ۷۲۸] **درء تعارض العقل والنقل** ۲/۲۸۔

۲)۔ البیہقی احمد بن الحسین ابو بکر [ت ۴۵۸] **کتاب الاعتقاد** ص ۱۱۶۔

امام ابن عبدالبر مالکی [ت ۴۶۳]

حدیث نزول پر اہل السنت کے علماء کا اسی طرح ایمان ہے جس طرح قرآن وسنت کے دیگر متشابہات پر بلا کیف ایمان ہے (۱)۔

امام ابو القاسم القشیری [ت ۴۶۵]

آسمان کو اللہ تعالی کا نزول بلا کیف ہے (۲)۔

امام ابو المظفر السمعانی [ت ۴۸۹]

خالق کے معانی ربوبیت کے ساتھ مخلوق کبھی برابر نہیں ہو سکتی کیونکہ اللہ کی ساری صفات میں اس جیسا کوئی نہیں ہے (۳)۔

....

۱)۔ ابن عبدالبر المالکی یوسف بن عبداللہ ابو عمر [ت ۴۶۳] **الاستذکار** ۵۲۹/۲۔

۲)۔ ابن تیمیہ، احمد بن عبدالحلیم، تقی الدین [ت ۷۲۸] **کتاب الاستقامۃ** ۱۶۸/۱۔

۳)۔ السمعانی منصور بن محمد ابو المظفر [ت ۴۸۹] **الانتصار لاصحاب الحدیث** ۸۱۔

امام ابو محمد البغوی [ت ۵۱۶]

(صفات متشابہات میں) یہ عقیدہ رکھنا چاہئیے کہ اللہ سبحانہ وتعالی کی صفات مخلوقات کی صفات جیسی نہیں ہیں، جیسا کہ اس کی ذات مخلوقات کی ذوات جیسی نہیں ہے، کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ اللہ تعالی کے جیسا کوئی نہیں وہ سننے والا دیکھنے والا ہے (۱)۔

امام ابن ابی یعلی [ت ۵۲۶]

جو صفات متشابہات میں جسم، نوع، شکل اور طوالت کا معتقد ہوا وہ کافر ہے، اور جو زبان و بیان کے مطابق مجازی معنی کا قائل ہوا وہ جہمی ہے، اور جو (ان صفات پر) بغیر کسی تاویل، بغیر کسی تفسیر، بغیر کسی تشبیہ اور بغیر کسی تجسیم کے قائل ہوا، جس طرح صحابہ و تابعین تھے تو (اس اعتقاد پر ڈٹے رہنا) اس پر واجب ہے (۲)۔

....

۱)۔ البغوی، الحسین بن مسعود، ابو محمد [ت ۵۱۶] **تفسیر البغوی** ۱/۱۷۰۔

۲)۔ ابن ابی یعلی، محمد بن محمد، ابو الحسین [ت ۵۲۶] **کتاب الاعتقاد** ۳۱۔

امام ابوالحسین العمرانی [ت ۵۵۸]

سلف کا مذہب اور علماء صحابہ و تابعین اور ان کے بعد اپنے زمانے کے ائمہ جیسے مالک، شافعی اور احمد بن حنبل کا مذہب جسمانیت سے اللہ تعالی کو پاک و منزہ سمجھنا ہے اور ان (صفات متشابہات) پر بغیر کسی تفسیر کے ایمان رکھتے ہیں، جو قرآن و سنت میں آوارد ہو اور ان کے حقیقی معانی کے ادراک سے اعتراف عجز کرتے ہیں اور بغیر کیفیت کے اللہ تعالی کی ذات کیلئے ثابت شدہ صفات کو مانتے ہیں (۱)۔

امام عبدالغنی المقدسی [ت ۶۰۰]

حدیث نزول پر بغیر کسی اعتراض کے، اور بغیر کیفیت کے ایمان لانا ضروری ہے (۲)۔

....

۱)۔ العمرانی، یحیی بن ابی الخیر ابوالحسین [ت ۵۵۸] **الانتصار** ۲/۶۳۳۔

۲)۔ المقدسی، عبدالغنی بن عبدالواحد، ابو محمد [ت ۶۰۰] **الاقتصاد فی الاعتقاد** ۵۳۔

امام ابن قدامۃ المقدسی [ت ۶۳۰]

احادیث متشابہات پر ہم بلا کیف ایمان رکھتے ہیں (۱)۔

امام ابن الصلاح [ت ۶۴۳]

(صفات متشابہات میں) سلف و خلف غور و خوض سے بچتے ہوئے خاص اعتقاد تقدیس کیساتھ اجمالی ایمان پر اقتصار کرتے ہیں۔ ہاں البتہ ان (صفات متشابہات) میں مخلوق کی طرح معنی مراد نہیں لیتے ہیں (۲)۔

امام صلاح الدین العلائی [ت ۷۶۱]

اس حدیث (نزول) پر ایمان ہے اور اس کا علم اللہ کے سپرد ہے اس یقین کے ساتھ کہ اس میں تجسیم کا وہم تک نہ ہو (۳)۔

....

۱)۔ ابن قدامۃ، عبداللہ بن احمد، ابو محمد [ت ۶۲۰] **تحریم النظر فی کتب الکلام** ۳۹۔

۲)۔ ابن الصلاح، عثمان بن عبدالرحمن، ابو عمرو [ت ۶۴۳] **فتاوی ابن الصلاح** ۱۶۸۔

۳)۔ العلائی، خلیل بن کیکلدی، ابو سعید [ت ۷۶۱] **اثارۃ الفوائد** ۲۱۹/۱۔

امام تاج الدین السبکی [ت ۷۷۱]

نزول کے خلقی معانی کے علاوہ جو معنی باری تعالی کے شایان شان ہے ہمارا اس پر ایمان وتصدیق ہے [۱]۔

امام ابن امیر حاج الحنفی [ت ۸۷۹]

حدیث نزول قطعی طور پر ثابت ہے لیکن اللہ تعالی کیلئے اس کا ظاہری معنی لینا بھی قطعی طور پر ناجائز ہے۔ سلف کی طرح اس کا اعتقاد تنزیہ کے ساتھ جو بھی معنی ہو اسے اللہ کے سپرد کرتے ہیں [۲]۔

امام محمد بن عبدالهادی التتوی السندی [ت ۱۱۳۸]

حدیث نزول سے جو بھی اللہ کا مراد ہو،اسی کو سپرد کرتے ہیں [۳]۔

....

۱)۔ السبکی ،عبدالوہاب بن تقی الدین [ت ۷۷۱] **طبقات الشافعية الكبرى** ۸۱/۹۔

۲)۔ ابن امیر حاج، محمد بن محمد، ابو عبداللہ [ت ۸۷۹] **التقرير والتحبير** ۱۶۰/۱۔

۳)۔ التتوی، محمد بن عبدالهادی السندی [ت ۱۱۳۸] **حاشية السندي على ابن ماجة** ۴۱۲۔

فصل

حدیث نزول اور مذہب تاویل

امام مالک بن انس [ت ۱۷۴]

اللہ کے نزول سے مراد اس کے حکم کا نزول ہے [۱]۔

امام حماد بن زید [ت ۱۷۹]

اللہ کے نزول سے مراد اسکا (خصوصی) توجہ کرنا ہے [۲]۔

امام احمد بن حنبل [ت ۲۴۱]

اللہ کے آنے سے مراد اس کے حکم کا آنا ہے [۳]۔

دوسری روایت میں بلا کیف کے قائل ہیں [۴]۔

....

۱)۔ ابن بطال، علی بن خلف، ابو الحسن [ت ۴۴۹] **شرح صحیح البخاری** ۱۳۹/۳۔

۲)۔ البیہقی احمد بن الحسین ابو بکر [ت ۴۵۸] **الاسماء والصفات** ۳۷۸/۲۔

۳)۔ ابن الجوزی عبدالرحمن بن علی ابو الفرج [ت ۵۹۷] **المشکل من الصحیحین** ۳۷۹/۳۔

۴)۔ اللالکائی ہبۃ اللہ بن الحسن ابو القاسم [ت ۴۱۸] **شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ** رقم ۷۷۷، ۵۰۲/۳۔ ابو یعلی محمد بن الحسین القاضی [ت ۴۵۸] **ابطال التاویلات** ۴۵/۱۔ المقدسی عبدالغنی بن عبدالواحد ابو محمد [ت ۶۰۰] **الاقتصاد فی الاعتقاد** ص ۱۱۱

امام ابوالحسن الاشعری [ت ۳۲۴]

اللہ تعالی کے نزول سے اس کا منتقل ہونا مراد نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالی جسم وجوہر نہیں ہے (۱)۔

امام الہدی ابو منصور الماتریدی [ت ۳۳۳]

اِتیان (ایک جگہ سے دوسری جگہ آنے) کی تاویل اللہ تعالی کیلئے اس کی ربوبیت کے لائق ضروری ہے۔ اس کا معنی مخلوق کی طرح تغیر وزوال نہیں ہے۔ اس کے فعل وکلام کی حقیقت وہی ہے جو ابراہیم علیہ السلام نے بیان کی ہے کہ لا احب الآفلین [الانعام:۷٦]۔ کیونکہ ایک حال سے دوسرے حال میں جانے والے کو ہی آفل کہتے ہیں (۲)۔

....

۱)۔ الاشعری، علی بن اسمعیل، ابوالحسن [ت ۳۲۴] **رسالۃ الی اہل الثغر** ۱۲۹۔

۲)۔ امام الہدی الماتریدی، محمد بن، ابو منصور [ت ۳۳۳] **کتاب التوحید** ۴۴۔

امام ابوالحسن التیمی [ت ۳۷۱]

حدیث نزول سے انتقال نہیں بلکہ اللہ تعالی کی قدرت مراد ہے (۱)۔

امام ابو سلیمان الخطابی [ت ۳۸۸]

بعض محدثین اس حدیث کے متعلق پھسل کر فحش غلطی کے مرتکب ہوئے اور شدید سخت مزاجی کیساتھ قائل ہوئے کہ اللہ حرکت کے ساتھ یا بغیر حرکت کہ جس طرح چاہے نزول کرے، حالانکہ اللہ تعالی حرکت و سکون سے پاک ذات ہے کیونکہ ایک ہی وقت میں حرکت و سکون ایک دوسرے کے متضاد ہیں، اگر اللہ متحرک ہوا تو ساکن نہیں ہوگا اور اگر ساکن ہوا تو متحرک نہیں ہوگا اور یہ دونوں (حرکت و سکون) مخلوق کے اوصاف و عوارض ہیں۔ اللہ تعالی ان سے منزہ ہیں کیونکہ اس جیسا کوئی چیز نہیں ہے (۲)۔

....

۱)۔ الذہبی، محمد بن احمد، ابو عبداللہ [ت ۷۴۸] **کتاب العرش** ۲۲۶/۱۔

۲)۔ الخطابی، حمد بن محمد، ابو سلیمانؒ [ت ۳۸۸] **معالم السنن شرح ابی داود** ۳۳۲۔

امام ابن فورک [ت ۴۰۶]

اللہ کے نزول سے مراد اس کا احداث امر ہے اور اس (نزول) کی اضافت اپنی طرف کرنے سے معنی اجلال مراد ہے جیسا کہ کہاوت ہے کہ گورنر نے چور کو سزا دی ، یعنی سزا کا حکم دیا (۱)۔

امام ابن حزم الظاہری [ت ۴۵۶]

یہ نزول آسمانی دنیا میں دعا کی قبولیت کیلئے اللہ تعالی کا ایک فعل ہے کیونکہ (رات کے)اس پہر الحاح وزاری والے کی دعائیں قبول کرتا ہے اور یہ لغت میں عام استعمال ہوتا ہے کہ فلاں نے مجھے اپنا حق چھوڑ دیا ۔ نزل فلان عن حقه ای وهبه لی۔

حقیقت تو یہی ہے کہ یہ (نزول) اللہ کی صفت ذاتی نہیں بلکہ صفت فعلی ہے ، کیونکہ آنحضرت ﷺ مبارک نے اسی نزول مذکور کو ایک خاص وقت میں محدود فرمایا ، تو صحیح ہوا کہ یہ اس وقت پر مفعول کیلئے ایک فعل حادث ہے ، لیکن ہم جان چکے

....

۱)۔ ابن فورک ، محمد بن الحسن الانصاری ؒ [ت ۴۰۶] **مشکل الحدیث وبیانہ** ۴۰۱۔

ہیں کہ اللہ تعالی ہمیشہ سے بغیر زمان کے موجود ہے۔

درحقیقت نبی کریم ﷺ مبارک نے واضح فرمایا ہے کہ اللہ تعالی فرشتے کو حکم فرماتا ہے کہ (رات کے) اس پہر اعلان کرو، کیونکہ ثلث لیل تو اختلاف مطالع و مغارب کی وجہ سے مختلف ہوتا ہے (اگر اللہ کا نزول حقیقی مانے) تو اللہ تعالی ہر افق والوں کو ان کے بلد کی رات کے مطابق نزول فرمائے گا اور یہ قول تجسیم کا ہے جو کہ باطل ہے۔

اگر (نزول کی وجہ سے) اللہ کے لئے انتقال کرنا ثابت مانے، تو وہ محدود، مرکب اور مصروف ہو جائے گا اور یہ ساری عادات مخلوق کی ہیں جو کہ اللہ تعالی ان سے پاک و منزہ ہے۔ جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام نے چاند کو ڈوبتے دیکھا تو فرمایا کہ میں ڈوبنے والے کو پسند نہیں کرتا، کیونکہ ہر ڈوبنے والا دراصل منتقل ہوتا ہے اور اللہ تعالی انتقال سے منزہ ہے۔

دوسری جگہ رقم طراز ہیں کہ رات کی اوقات مشرق و مغرب میں مختلف ہوتی ہیں، پس صحیح (عقیدہ) یہ ہے کہ اس

....

وقت اللہ تعالی دعائیں قبول فرماتا ہے۔ اللہ کیلئے کوئی حرکت نہیں ہے، کیونکہ حرکت وانتقال مخلوقات کی صفات ہیں اور اللہ تعالی ان سے مبرہ ہیں (۱)۔

امام ابوالولید الباجی [ت ۴۷۴]

حدیث نزول کا مطلب دعا کی قبولیت ہے (۲)۔

امام ابوالحسن المجاشعی [ت ۴۷۹]

حدیث نزول سے مراد اللہ کا حکم (نازل ہونا) ہے، جیسا کہ کہا جاتا ہے گورنر نے فلاں آدمی کو مارا، یعنی اپنے مصاحب کو اسے مارنے کا حکم دیا۔ نزول سے مجیئت اور انتقال مراد لینا جائز نہیں، کیونکہ انتقال و مجیئت اللہ کی قدیم ذات کیلئے صحیح نہیں ہے (۳)۔

....

۱)۔ ابن حزم الظاہری علی بن احمد ابو محمد [ت ۴۵۶] **الفصل فی الملل والنحل** ۱۳۲/۲۔ وکتابہ **المحلی بالآثار** ۵۲/۲۔

۲)۔ الباجی، سلیمان بن ابوالولید [ت ۴۷۴] **المنتقی شرح الموطا** ۳۵۷/۱۔

۳)۔ المجاشعی، علی بن فضال، ابوالحسن [ت ۴۷۹] **النکت فی القرآن الکریم** ۵۵۵۔

امام ابو حامد الغزالی [ت ۵۰۵]

حدیث نزول کی دو طرح کی تاویلیں ہو سکتی ہیں، ایک یہ کہ لفظ نزول اللہ تعالی کی طرف مجازی طور پر ہے اور حقیقت میں اسکی اضافت ایک فرشتے کی طرف ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ گاؤں سے پوچھو!۔ واسئل القریۃ، جو دراصل گاؤں والوں سے سوال ہے۔ اسی طرح جملے زبان زد خاص وعام ہیں، میرا مطلب یہ ہے کہ تابع کی حالت متبوع کی طرف مضاف ہوتی ہے، جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ شہر کے دروازے پر بادشاہ چھوڑ آیا، مطلب یہ ہوا کہ شہر کے دروازے پر بادشاہ اپنی فوج کو چھوڑ آیا۔

دوسری تاویل یہ کہ خلق کی بنسبت نزول بمعنی نرمی و عاجزی ہے۔ جس طرح ارتفاع بمعنی تکبر ہے، جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ فلاں آدمی نے اپنا سر آسمان کی بلندیوں تک اٹھا رکھا ہے یعنی وہ تکبر کرتا ہے۔ یا یہ کہ اس کا حکم ساتویں آسمان تک چلتا ہے یعنی اس کا حکم اونچا ہے، یا جس طرح کسی کا دنیاوی رتبہ کم ہو جاتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ فلاں دوزخ کے آخری درجے میں

....

گرا۔ اسی طرح نزول کے بھی معانی ہیں جن میں چھوڑنا، ترک کرنا، پستی اور عاجزی (کے معانی بھی شامل) ہیں، اور یہ تینوں معانی اللہ تعالی کے حق میں محال ہیں، کیونکہ اللہ تعالی اپنی صفات کیساتھ قدیم ہے یہ زوال اس کے حق میں محال ہے۔ ہاں البتہ نزول بمعنی رحمت و مہربانی ممکن ہے جو لفظ نزول کیلئے معنی متعین ہو سکتی ہے[۱]۔

امام ابو المعین النسفی [ت ۵۰۸]

نزول سے مراد اللہ تعالی کی اپنے بندوں کی خبرگیری اور ان پر اپنی توجہ کا القاء فرمانا ہے، مطلب یہ کہ اپنے بندوں کو رحمت کی نظر سے توجہ فرماتا ہے[۲]۔

امام ابو محمد البطلیوسی [ت ۵۲۱]

مجسمہ نزول حقیقی کے قائل ہیں حالانکہ اللہ تعالی ان ظالموں کے قول سے منزہ ہیں۔ یہاں پر دو تاویلات صحیحہ جو کسی

....

۱)۔ الغزالی، محمد بن محمد، ابو محمد [ت ۵۰۵] **الاقتصاد فی الاعتقاد** ۴۰، ۴۱۔

۲)۔ النسفی میمون بن محمد ابو المعین النسفی [ت ۵۰۸] **بحر الکلام** ص ۱۱۲۔

بھی تشبیہ کے مقتضی نہیں ہیں، ایک امام مالکؒ [ت ۱۷۹] کا قول ہے کہ اللہ کے نزول سے مراد اس کے حکم کا نزول ہے۔ اس لئے کہ وہ ہمیشہ قائم ہے، زوال وانتقال سے منزہ ہے وحدہ لاشریک ہے۔ دوسرا قول جب امام اوزاعی[ت ۱۵۷] سے نزول باری کے متعلق پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا کہ اللہ جو چاہے کرسکتا ہے۔

یہ ایک باریک اور خفی اشارہ، وضاحت کا محتاج ہے۔ تاہم ان دونوں کا یہی مطلب ہے کہ اہل عرب فعل کی نسبت اسی کی طرف کرتے ہیں جو حکم دیتا ہے، جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ گورنر نے فلاں آدمی کو خط لکھا، یا کہا جاتا ہے کہ گورنر نے چور کا ہاتھ کاٹ دیا، یا سلطان نے فلاں کو مارا، یہ سب کام گورنر یا بادشاہ خود نہیں کرتے، بلکہ وہ حضرات ان کاموں کے حکم دیتے ہیں، جو انھی کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔

پس اس حدیث نزول کا یہ مطلب ہوا کہ اللہ تعالی فرشتے کو حکم دیتا ہے کہ وہ آسمانی دنیا کو نزول کرے اور اس کے

....

حکم سے آواز لگائے[1]۔

امام ابو القاسم الطلیحی [ت ۵۳۵]

حدیث نزول سے مراد اللہ کا حکم (نازل ہونا) ہے، جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ گورنر نے فلاں آدمی کو مارا، یعنی اپنے مصاحب کو اسے مارنے کا حکم دیا۔

نزول سے مجیئت اور انتقال مراد لینا جائز نہیں، کیونکہ انتقال و مجیئت اللہ کی قدیم ذات کیلئے صحیح نہیں ہے[2]۔

امام جمال الدین الغزنوی [ت ۵۹۳]

اللہ تعالی کا نزول اس کا منتقل ہونا نہیں ہے بلکہ یہ اس کا فضل ورحمت ہے[3]۔

....

۱)۔ البطلیوسی، عبداللہ بن محمد، ابو محمد [ت ۵۲۱] **الانصاف فی التنبیہ علی المعانی** ۸۲۔

۲)۔ الطلیحی، اسماعیل بن محمد، ابو القاسم [ت ۵۳۵] **اعراب القرآن** ۵۲۱۔

۳) ۔ الغزنوی، احمد بن محمد، جمال الدین [ت ۵۹۳] **اصول الدین** ۷۶۔

امام ابن جوزی [ت ۵۹۷]

نزول سے مراد اگر باری تعالی کیلئے حرکت وانتقال اور تغیر ہو تو یہ اس کے حق میں محال ہے ۔اس کے علاوہ دو قسم کے لوگ رہ جاتے ہیں، ایک وہ جو نزول کی رحمت و تقرب سے تاویل کرتے ہیں اور دوسرے قسم کے لوگ بغیر کیفیت کے اس پر ایمان رکھتے ہیں ۔لوگوں پر ضروری ہے کہ وہ باری تعالی کے ہر قسم کے عیب سے منزہ سمجھیں اور اس کیلئے حرکت وغیرہ کی جواز کو ناجائز ٹھہرائیں، کیونکہ نزول کا معنی ہے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونا اور اس کے لئے تین طرح کے اجسام ضروری ہیں ایک یہ کہ بڑا جسم ہو جو رہنے والے کیلئے مکان ہو، دوسرا یہ کہ چھوٹا جسم ہو، اور تیسرا یہ کہ اوپر سے نیچے منتقل ہوتا ہو اور یہ سب اللہ تعالی کیلئے ماننا ناجائز ہے (۱)۔

....

۱)۔ابن جوزی، عبدالرحمن بن علی، ابوالفرج [ت ۵۹۷] **دفع شبہ التشبیہ** ۲۵۴۔

امام ابن الاثیر الجزری [ت ۶۰۶]

نزول ، صعود ، حرکت اور سکون سب صفات اجسام ہیں اور باللہ تعالی ان سے پاک و منزہ ہیں۔ ہاں البتہ نزول سے مراد اللہ تعالی کی اپنے بندوں پر رحمت و مہربانی اور انہیں اپنا تقرب دینا ہے (۱)۔

امام ابوالحسن الآمدی [ت ۶۳۱]

جاننا چاہیئے کہ لغوی اور عرف اصطلاحی اعتبار سے (صفات متشابہات) کے ظاہری مدلولات بندے کو دھوکہ دے سکتے ہیں جن کی وجہ سے وہ لاشعوری طور پر نظام تجسیم کی راہ پر چلنے لگتا ہے ، جو (باری تعالی کیلئے اثبات) دائرہ تشبیہ میں داخل ہو جاتا ہے ۔ ہم بہت جلد اس گمراہی سے بچنے کو واضح کرینگے کہ خدا کے متعلق یہ ناممکن ہیں ، بلکہ واجب الوجود خود کہہ رہا ہے کہ اس جیسا کوئی نہیں ، وہ سننے والا ، دیکھنے والا ہے (۲)۔

....

۱)۔ ابن الاثیر الجزری، المبارک بن ابو السعادات [ت ۶۰۶] **جامع الاصول** ۱۳۸/۴۔

۲)۔ الآمدی، علی بن ابی علی، ابو الحسن [ت ۶۳۱] **غایۃ المرام فی علم الکلام** ۱۳۸۔

امام شمس الدین القرطبی [ت ۶۷۱]

بعض لوگوں نے اس حدیث (نزول) کے ساتھ مضاف محذوف کی قید لگائی ہے ، یعنی اللہ تعالی فرشتے کو نازل فرماتا ہے۔ اس معنی کی صحت پر دلیل حدیث نسائی ہے۔ جس میں فرشتہ کے آواز لگانے کا ذکر ہے [۱]۔

امام ابوزکریاء النووی [ت ۶۷۶]

دیگر احادیث صفات کی طرح یہ حدیث (نزول بھی متشابہ) ہے اور اس میں دو مذاہب مشہور ہیں ، ایک مذہب جمہور سلف اور بعض متکلمین کا ، کہ اس پر اللہ کے لائِق شان کے مطابق بغیر کسی تاویل کے ایمان لایا جائے اور مخلوق کی صفات جیسے انتقال و حرکت سے منزہ اور مبرہ مانا جائے۔ جب کہ دوسرا مذہب جمہور متکلمین اور بعض سلف ، جیسے امام مالک و امام اوزاعی کا ہے کہ اللہ تعالی کے شایانِ شان اس کی تاویل کی جائے ، چنانچہ انھوں نے امام مالک کی تاویل حدیثِ نزول

....

۱)۔ ابن حجر العسقلانی ، احمد بن علی ، ابو الفضل [ت ۸۵۲] **فتح الباری** ۳/۳۱۔

بمعنی نزول رحمت و توجہ اور نزول ملائکہ سے کی ہیں (۱)

امام ناصر الدین البیضاوی [ت ۶۸۵]

جب قطعی دلائل سے یہ ثابت ہوا ہے کہ اللہ تعالی جسم وجہت سے منزہ ہے اس کیلئے نزول بمعنی اوپر سے نیچے انتقال جائز نہیں رہا، بلکہ اس سے اس کی رحمت کا نزول مراد ہے (۲)۔

امام ابن الحاج المالکی [ت ۷۳۷].

اللہ تعالی کا نزول اس کے اپنے بندوں پر فضل وکرم کرنا ہے ۔ نزول بمعنی انتقال سے اللہ تعالی منزہ ہے (۳)۔

امام ابوالحسن الخازن [ت ۷۴۱]

دیگر احادیث صفات کی طرح یہ حدیث (نزول بھی متشابہ) ہے ۔ اس میں دو مذاہب مشہور ہیں، ایک مذہب جمہور سلف اور بعض متکلمین کا کہ اس پر اللہ کے لائقِ شان

....

۱)۔ النووی یحیی بن شرف ابوزکریاء [ت ۶۷۶] **شرح مسلم** ۶/۳۷۔

۲)۔ العینی، محمود بن احمد، بدرالدین [ت ۸۵۵] **عمدۃ القاری** ۷/۱۹۹۔

۳)۔ ابن الحاج، محمد بن محمد، ابو عبداللہ [ت ۷۳۷] **المدخل** ۲/۱۳۷۔

کے مطابق بغیر کسی تاویل کے ایمان لایا جائے اور مخلوق کی صفات جیسے انتقال و حرکت سے منزہ اور مبرہ مانا جائے ۔ جبکہ دوسرا مذہب جمہور متکلمین اور بعض سلف ، جیسے امام مالک وامام اوزاعی کا ہے کہ اللہ تعالی کے شایان شان اس کی تاویل کی جائے ، چنانچہ انھوں نے امام مالک کی تاویل حدیث نزول بمعنی نزول رحمت و توجہ اور نزول ملائکہ سے کی ہیں (۱)۔

امام ابو محمد الیافعی [ت ۷۶۸]

حدیث نزول کی دو تاویلیں ہیں ایک نزول بمعنی اللہ کا فرشتہ اور اس کی رحمت ، جبکہ دوسری تاویل استعارہ مجازی میں لطف و مہربانی ہو سکتی ہے (۲)۔

امام ابن عادل الحنبلی [ت ۷۷۵]

حدیث نزول میں مضاف محذوف ہے مطلب یہ ہے

....

۱)۔ الخازن، علی بن محمد، ابو الحسن [ت ۷۴۱] **تفسیر الخازن** ۱/۱۱۵۔

۲)۔ الیافعی، عبداللہ بن اسعد، ابو محمد [ت ۷۶۸] **مرآۃ الجنان** ۳/۲۴۹۔

کہ اللہ کا فرشتہ نازل ہوتا ہے [۱]۔

امام ابن رجب الحنبلی [ت ۷۹۵]

اللہ تعالیٰ کے نزول سے مراد مخلوقات کی طرح نزول نہیں ہے، بلکہ وہ اپنی قدرت اپنی عظمت اور اپنے علم کے لائق نزول فرماتا ہے [۲]۔

امام ابن حجر العسقلانی [ت ۸۵۲]

الحاصل اس (حدیثِ نزول) کی دو طرح سے تاویل ممکن ہے ، ایک یہ کہ نزول سے مراد اس کے حکم کا نزول ہے ، یا اس کے فرشتے کا اس کے حکم سے نزول ہے۔ جب کہ دوسری یہ وجہ بھی ہو سکتی ہے کہ اس وقت دعا مانگنے والوں پر خصوصی مہربانی کرنا مراد ہے [۳]۔

....

۱)۔ ابن عادل، عمر بن علی، ابو حفص [ت ۷۷۵] **اللباب فی علوم الکتاب** ۸۹/۵۔

۲)۔ ابن رجب ، عبد الرحمن بن احمد، زین الدین [ت ۷۹۵] **روائع التفاسیر** ۱۴۲/۱۔

۳)۔ ابن حجر العسقلانی ، احمد بن علی، ابو الفضل [ت ۸۵۲] **فتح الباری** ۳۰/۳۔

امام بدرالدین العینی [ت ۸۵۵]

بلاشبہ کسی جسم کے اوپر سے نیچے منتقل ہونے کو نزول کہتے ہیں۔ جبکہ باری تعالی اس سے منزہ ہے ۔ اس کے متعلق علماء کے دوگروہ ہیں ، ایک مفوضہ جو باری تعالی کی تمام صفات پر ایمان رکھتے ہیں اور ان کا علم اعتقادِ تنزیہ کے ساتھ باری تعالی کے سپرد کرتے ہیں ۔

دوسرا گروہ مؤولہ کا ہے جو حسب لائق ان کی تاویل کرتے ہیں ۔ جیسا کہ نزول کی تاویل میں باری تعالی کے حکم کا نازل ہونا، یا اس کے حکم پر فرشتہ کا نازل ہونا بیان کی ہے ، یا اس کو بمعنی استعارہ دعا مانگنے والوں پر لطف ومہربانی کی تاویل ہوگی (۱)۔

امام جلال الدین السیوطی [ت ۹۱۱]

علماء نے حدیث نزول کے متعلق فرشتے کا نازل ہونا

....

۱)۔ العینی ، محمود بن احمد ، بدرالدین [ت ۸۵۵] **عمدۃ القاری** ۷/۲۰۰۔

مراد لیا ہے[1]۔

امام شہاب الدین القسطلانی [ت ۹۲۳]

حدیث نزول سے مراد نزول رحمت ہے، مزید لطف ہے اور دعا کی قبولیت ہے[2]۔

امام ابو الحسن المنوفی المالکی [ت ۹۳۹]

حدیث نزول سے مراد اللہ کا حکم اور اس کی رحمت ہے[3]۔

امام ابن حجر الہیتمی [ت ۹۷۴]

حدیث نزول سے اللہ کے حکم کا نازل ہونا، یا اس کے حکم سے فرشتے کا نازل ہونا، یا مزید تقرب کا حصول مراد ہے[4]۔

....

۱)۔ السیوطی، عبدالرحمن بن ابی بکر، جلال الدین [ت ۹۱۱] **الحاوی للفتاوی** ۳۶۹/۲۔

۲)۔ القسطلانی، احمد بن محمد، ابو العباس [ت ۹۲۳] **ارشاد الساری** ۳۲۳/۲۔

۳)۔ المنوفی، علی بن محمد، ابو الحسن [ت ۹۳۹] **کفایۃ الطالب الربانی** ۲۹۳/۱۔

۴)۔ ابن حجر الہیتمی، احمد بن محمد، ابو العباس [ت ۹۷۴] **المنہج القویم** ۱۴۴۔

امام الخطیب الشربینی [ت ۹۷۷]

نزول سے مراد اللہ کے حکم کا نازل ہونا ہے[۱]۔

امام شمس الدین الرملی [ت ۱۰۰۴]

حدیث نزول سے اللہ کے حکم کا نازل ہونا، یا اس کے حکم سے فرشتے کا نازل ہونا مراد ہے[۲]۔

امام ملا علی القاری [ت ۱۰۱۴]

حدیث نزول سے مراد اللہ تعالی کا فرشتے کو حکم دینا ہے کہ وہ (اس کے بندوں کو) اعلان کرے[۳]۔

امام عبدالرؤف المناوی [ت ۱۰۳۱]

حدیث نزول سے مراد نزول رحمت ہے، مزید لطف ہے اور دعا کی قبولیت ہے[۴]۔

....

۱)۔ الشربینی، محمد بن احمد، الخطیب [ت ۹۷۷] **تفسیر السراج المنیر** ۲۰۲/۱۔

۲)۔ الرملی، محمد بن احمد شمس الدین [ت ۱۰۰۴] **نہایۃ المحتاج** ۱۳۰/۲۔

۳)۔ القاری، علی بن سلطان الملا [ت ۱۰۱۴] **مرقاۃ المفاتیح** ۹۲۳/۳۔

۴)۔ المناوی، عبدالرؤف بن تاج العارفین زین الدین [ت ۱۰۳۱] **فتح القدیر** ۳۱۶/۲۔

امام عبدالقادر العَیدَرُوس [ت ۱۰۳۸]

حدیث نزول سے اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور رحمت مراد ہے[۱]۔

امام احمد سلامۃ القلیوبی [ت ۱۰۶۹]

نزول سے اللہ کا حکم مراد ہے[۲]۔

امام محمد بن عبدالباقی الزرقانی [ت ۱۱۲۲]

الحاصل اس (حدیثِ نزول) کی دو طرح سے تاویل ممکن ہے، ایک یہ کہ نزول سے مراد اس کے حکم کا نزول ہے، یا اس کے فرشتے کا اس کے حکم سے نزول ہے۔ جب کہ دوسری یہ وجہ بھی ہوسکتی ہے کہ اس وقت دعا منگنے والوں پر خصوصی مہربانی کرنا مراد ہے[۳]۔

....

۱)۔ العیدروس، عبدالقادر بن شیخ، محی الدین [ت ۱۰۳۸] **النور السافر** ۱/۱۵۷۔

۲)۔ القلیوبی، احمد سلامۃ [ت ۱۰۶۹] **الحاشیۃ علی شرح منہاج الطالبین** ۱/۲۵۱۔

۳)۔ الزرقانی، محمد بن عبدالباقی [ت ۱۱۲۲] **شرح الموطا** ۲/۴۶۔

امام اسماعیل حقی الخلوتی [ت ۱۱۲۷]

حدیث نزول، نزول ملائکہ یا استعارہ بعنی بندوں پر توجہ و مہربانی پر محمول ہے[۱]۔

امام محمد الخلیلی الشافعی [ت ۱۱۴۷]

حدیث نزول بمعنی نزولِ رحمت اور نزول ملائکہ ہے[۲]۔

امام ابو سعید الخادمی [ت ۱۱۵۶]

حدیث نزول سے مراد معنوی نزول (رحمت وغیرہ) ہے[۳]۔

امام ابو الحسن العدوی [ت ۱۱۸۹]

حدیث نزول سے مراد اس کا حکم اور اس کی رحمت

....

۱)۔ الخلوتی، اسماعیل حقی بن مصطفی، ابو الفداء [ت ۱۱۲۷] **تفسیر روح البیان** ۲/۱۱۔

۲)۔ الخلیلی، محمد بن محمد الشافعی القادری [ت ۱۱۴۷] **فتاوی الخلیلی** ۱/۸۴۔

۳)۔ الخادمی محمد بن محمد، ابو سعید [ت ۱۱۵۶] **البریقۃ المحمودیۃ** ۱/۱۲۸۔

ہے، کیونکہ مجیئت حقیقی اللہ کے حق میں محال ہے [1]۔

امام سلیمان بن عمر الجمل [۱۲۰۴]

نزول سے مراد فرشتے کو حکم دینا ہے [2]۔

امام سلیمان بن محمد البجیرمی [ت ۱۲۲۱]

حدیث نزول سے مراد فرشتے کو حکم دینا ہے جیسا کہ حدیث (نسائی) میں ہے کہ فرشتہ اعلان کرتا ہے، کیونکہ اللہ تعالی کیلئے نزول حقیقی صحیح نہیں ہے [3]۔

امام ابن عابدین الشامی [ت ۱۲۵۲]

نزول سے اللہ کا حکم مراد ہے [4]۔

....

۱)۔ العدوی، علی بن احمد، ابو الحسن [ت ۱۱۸۹] **الحاشیۃ علی کفایۃ الطالب الربانی** ۱/۲۹۳۔

۲)۔ الجمل، سلیمان بن عمر [۱۲۰۴] **الحاشیۃ علی شرح منہج الطلاب** ۱/۴۹۵۔

۳)۔ البجیرمی، سلیمان بن محمد [ت ۱۲۲۱] **الحاشیۃ علی شرح منہج الطلاب** ۱/۲۸۶۔

۴)۔ ابن عابدین الشامی، محمد امین بن عمر [ت ۱۲۵۲] **رد المحتار** ۲/۵۲۔

امام سعید بن محمد الدوعنی [ت ۱۲۷۰]

حدیث نزول سے اللہ کا حکم، یا اسکا فرشتہ یا اس کی رحمت مراد ہے[1]۔

تمت بالخیر

وصل اللہ علی النبی الامی

****

****

****

....

۱)۔ الدوعنی، سعید بن محمد [ت ۱۲۷۰] **شرح المقدمۃ الحضرمیۃ** ۳۲۴۔